بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی

ہندوستان کے سلگتے حالات، اسباب و وجوہات، مسلمانوں کے درمیان پھیلتی جارہی پست ہمتی اور خوف و ہراس، نصرتِ خداوندی، ایمان و اعمال کی قوت، حضرات انبیاء اور صحابہ کرام پر پیش آمدہ حالات اور اُسوۂ نبوی کی روشنی میں مسلمانانِ ہند کے لیے سنجیدہ لائحۂ عمل پر مشتمل بہت ہی اہم اور حوصلہ بخش خطاب..

از:

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم

مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

مکتبہ فیض محمود

+91 97208 19131

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسّلام على سيّد الأنبياء والمرسلين، سيِّدنا و مولانا محمّدٍ وعلى آله وأصحابه أجمعين۔ أما بعد،

فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم: يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ

وقال تعالى: وَلَا تَهِنُوا وَ لَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ صدق الله العلي العظيم۔

اس وقت ملک کے جو تشویش ناک حالات ہیں وہ سب کے سامنے ہیں، ہر شعور رکھنے والا جانتا ہے کہ مسلمان، اسلام اور اسلامی شعائر کے خلاف دن بہ دن دائرہ تنگ کیا جارہا ہے، حالات نازک سے نازک تر ہوتے جارہے ہیں، پہلے بھی فسادات ہوتے تھے کچھ دکانیں جل جاتی تھیں، کچھ مکانات میں آگ لگ جاتی تھی، کچھ لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے، پھر آہستہ آہستہ زخم مندمل ہوجاتے تھے؛ لیکن اب شرعی احکام اور شعائرِ اسلام پر حملے ہورہے ہیں، اسلامی حجاب پر، نمازِ جمعہ کھلے میں ادا کرنے پر اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اذان دینے پر پابندی عائد کی جارہی ہے نیز اس طرح کے کئی ایک مسائل (جن کا اسلامی تشخص سے تعلق ہے) برابر اٹھائے جارہے ہیں اور ماحول کو زیادہ سے زیادہ زہریلا اور گندا کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔

ابھی حالیہ دنوں میں ''دا کشمیر فائلز'' کے نام سے کشمیری پنڈتوں سے متعلق ایک فلم بناکر پورے ملک کے اندر دکھلائی گئی ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے

خلاف غیر مسلموں کے دل میں نفرت کا جذبہ پیدا ہو، ان کے اندر اشتعال پیدا ہو، یہ حالات برابر چل رہے ہیں، اور ایسا نہیں ہے کہ لوگوں کو اس کا علم نہیں یا اس کا احساس نہیں؛ لیکن ہو کیا رہا ہے؟ جو لوگ دانشور کہلاتے ہیں یا اپنے کو فکر مند سمجھتے ہیں، سوائے قائدین کو کوسنے کے اور ان سے کچھ نہیں ہوتا، عام مسلمانوں کو اس موقع پر کرنا کیا چاہیے؟ یہ بات کسی کی طرف سے سامنے نہیں آتی، آج میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان حالات کے اندر ہماری ذمہ داری کیا بنتی ہے؟ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

کرنے کے تین کام:

میں سب سے پہلے اپنے سے مخاطب ہوں، پھر اپنے اہل خانہ سے، احباب سے، اہل محلہ سے، اہل شہر سے اور پورے ملک کے لوگوں سے جہاں تک یہ آواز پہنچ سکتی ہے، میرے خیال میں تین کام ہمارے کرنے کے ہیں:

پہلا کام:

سب سے پہلی چیز تو ہے اپنے ایمان اور اعمال کو مضبوط کرنا، اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

تم کمزور مت پڑو اور رنجیدہ مت ہو، تم ہی سر بلند رہو گے بشرطیکہ تم مومن ہو، ایمان والے ہو، ایمان تمھارے اندر مضبوط ہو اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرتے رہو تو یقینی طور پر تمھیں کامیابی ملے گی، سر بلندی ملے گی اور اللہ کا جو اعلان ہے وہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيلًا ، وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَحْوِيلًا

تم ہرگز اللہ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے، اللہ کے فیصلے میں طریقے میں کوئی ردوبدل نہیں پاؤ گے، جو ضابطہ ہے وہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

لہٰذا سب سے پہلا کام تو یہ ہے: لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا کمزور مت پڑو، بزدل مت بنو، دل کے اندر قوت پیدا کرو، موت ایک مرتبہ آنی ہے اور اپنے وقت کے اوپر آنی ہے، یہ ہمارا ایمان ہے، عقیدہ ہے، ایمان کے بنیادی چیزوں میں یہ بات شامل ہے کہ جب بندہ پیدا ہوتا ہے تو اپنی عمر متعین کرا کے اللہ کی طرف سے آتا ہے اور إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ جب مرنے کا وقت متعین آجاتا ہے تو نہ ایک لمحہ آگے جا سکتا ہے، نہ ایک لمحہ پیچھے جا سکتا ہے، وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ مضبوط قلعوں کے اندر بھی آدمی چھپ کرا گر بیٹھے گا تو موت وہاں پہنچ کر رہے گی؛ اس لیے موت تو آنی ہے، ہر ایک کی آنی ہے، اپنے وقت کے اوپر آنی ہے اور صرف ایک مرتبہ آنی ہے، لہٰذا موت کے خوف سے آدمی کا ہر وقت ڈرتے رہنا، دل کو کمزور کرنا یہ ایمانی قوت کے بالکل خلاف ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال تو یہ تھا کہ ان کو برچھی لگتی ہے تو کہتے ہیں: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ (رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا) اس لیے دل کو مضبوط رکھیں اور ہمیں کیا کرنا ہے وہ کریں، سب سے پہلا کام یہ کہ اپنے اعمال کو درست کریں، اپنے اخلاق کو درست کریں، جلوت اور خلوت کی زندگی کو تقوی والی زندگی بنائیں، اللہ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچائیں، نمازوں کا اہتمام سو فیصد ہو، رمضان میں ہو غیر رمضان میں ہو، جو ہماری اخلاقی کمزوریاں ہیں، خرابیاں ہیں، بداعمالیاں ہیں، ان سے توبہ کریں، ان سے اپنے آپ کو بچائیں، اپنے گھر والوں کو، اپنے بچوں کو، عورتوں کو، جوانوں کو ان خرابیوں سے روکیں، ماحول کے

اندر سے خرابیوں کو مٹانے کی کوشش کریں؛ اس لیے کہ اللہ کی مدد تقوی اور صبر کے اوپر ہے۔ إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ ٱلْمُحْسِنِينَ اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی جو تقوی اختیار کرتا ہے اور صبر اختیار کرتا، تو اللہ تعالیٰ نکوکاروں کا اجر ضایع نہیں کرتے، اللہ تعالی اس کی مدد فرماتے ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اسی تقوی اور صبر کے اوپر مدد ہوئی ہے، اپنے اعمال کو درست کریں، اخلاق کو درست کریں۔

دوسرا کام:

دوسری چیز یہ کہ ایک تصویر اسلام کی اور مسلمانوں کی وہ ہے جو دوسروں کی طرف سے دنیاوالوں کے ذہن میں بیٹھائی جارہی ہے کہ یہ متشدد ہیں، دہشت گرد ہیں، بداخلاق ہیں، قاتل ہیں، خونی ہیں۔ اور ایک اسلام کی اور مسلمانوں کی حقیقی تصویر وہ ہے جو ہمیں اسلام نے سکھلائی ہے، جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتلائی ہے، جس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قائم تھے، ہم امن پسند ہیں، غریبوں کے، مسکینوں کے، پڑوسیوں کے مددگار ہیں، انسانیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کی خبر گیری کرنے والے ہیں، ہمدردی کا معاملہ کرنے والے ہیں، اپنے عمل سے اس کو ثابت کریں۔

دوسروں کے پروپیگنڈے کے ذریعہ، غلط تشہیر کے ذریعہ، فرضی فلموں کے ذریعہ مسلمانوں کے تشدد، دہشت گردی اور ان کے خونخوار ہونے کا جو تصور بیٹھایا جارہا ہے، تقریروں سے یہ زائل نہیں ہوگا، یہ عمل سے زائل ہوگا، آپ دیکھ لیجیے ابھی دو سال پہلے لاک ڈاؤن کے زمانے میں جو پریشانیاں آئی ہیں، لالے پڑے ہیں زندگی کے، کھانے پینے کی چیزوں کی دشواریاں آئی ہیں، اُس موقع پر جن مسلمانوں نے اپنے اسلامی اخلاق کا اور انسانیت کا مظاہرہ کیا ہے اس کا اثر اُن برادرانِ وطن کے اوپر بھی

پڑا ہے اور اسی طرح اپنے ہم وطن لوگوں میں جو اپنے مسلک سے الگ اختلاف رکھنے والے لوگ تھے ان کے اندر بھی احساس پیدا ہوا ہے اور ان کو یہ کہنا پڑا ہے کہ: بھئی ہم جوان کے بارے میں سمجھتے تھے وہ غلط ہے، کیوں؟ اس لیے کہ اُس وقت اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کیا گیا، اسلامی تعاون کا مظاہرہ کیا گیا، تو طریقہ یہ زندگی میں اگر ہمارے ہمیشہ زندہ رہے گا اور ہم نفرت کا جواب نفرت سے دینے کے بجائے محبت سے جواب دیں گے تو ان شاء اللہ اس کا اثر ہوگا۔

ان کا جو کام ہے وہ اہل سیاست جانیں
میرا پیغام، محبت ہے جہاں تک پہنچے (فیض احمد فیض)

ہمیں محبت کا پیغام عام کرنا چاہیے، محبت کا پیغام بڑھانا چاہیے، ہمیں کسی دوسرے کے اوپر بھروسہ نہیں کرنا ہے، جو حالات چل رہے ہیں آپ دیکھ رہے ہیں، نہ کوئی سیاسی پارٹی ان کے خلاف آواز اٹھا رہی ہے، نہ کوئی سیاسی لیڈر سامنے آرہا ہے، ہمیں جو کچھ کرنا ہے اپنے قوت بازو اور اپنے قوت ایمانی کی بنیاد پر کرنا ہے، اس لیے اپنے اعمال کو اور اخلاق کو درست کریں، دل کے اندر ہمت پیدا کریں۔

دل کا خوف اور بزدلی کیسے دور ہو؟:

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حالات کی بنا پر جو دل میں کمزوری آگئی ہے، خوف بیٹھا ہوا ہے، ہم دہشت کے شکار ہو گئے ہیں، یہ چیز ہمارے دور کرنے سے کیسے دور ہو گی؟ میرے بھائیو! اس موقع پر ایک اور حدیث یاد آئی، کہ جہاں سے جس راستے سے یہ کمزوری آئی ہے اسی راستے سے اس کو دور کیا جائے گا، ایک حدیث ہے، جو پہلے بھی آپ سن چکے ہوں گے اور آج کے حالات پر وہ بالکل صادق آرہی ہے،

بالکل فٹ بیٹھ رہی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یوشک الأمم أن تداعى عليكم كتداعي الاكلة إلى قصعتها۔ قالوا: ومن قلّةٍ نحن يومئذٍ يا رسولَ الله، قال: بل أنتم يومئذ كثيرون، ولكنّكم غُثاءٌ كغثاء السيل، و لينزِعنَّ الله من قلوب عدوِّكم المهابةَ منكم، وليقذِفنَّ الله في قلوبكم الوهنَ۔قالوا: وما الوهنُ يارسول الله، قال: حبّ الدنيا وكراهيةالموت

(مسند أحمد، 5/278، رقم الحديث: 22450)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! وہ وقت آئے گا جب دنیا کی ساری قومیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گی جس طرح دسترخوان پہ کھانا کھانے والی جماعت ایک دوسرے ساتھی کو بلاتی ہے: آؤ، یہ ڈش بہت لذیذ ہے، یہ سالن بہت عمدہ ہے ذرا یہ لے لو، اس طریقے سے تم لقمۂ تر بنو گے اور ساری قومیں تمہارے خلاف متحد ہو کر تمہیں ختم کرنے کی کوشش کریں گی۔ جس وقت یہ پیشین گوئی فرما رہے تھے رسول اللہ ﷺ، صحابۂ کرام میں شوکت تھی، قوت تھی، دبدبہ تھا، ایک مہینہ کے فاصلے تک ان کا رعب پہنچا ہوا تھا، کہنے لگے حیرت سے: ومن قلّةٍ نحن يومئذ يا رسول الله، کیا اس وقت یارسول اللہ! ہم لوگ تعداد کے اعتبار سے بہت تھوڑے ہوں گے؟ بہت قلیل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: بل أنتم يومئذ كثيرون، نہیں، تم لوگ اس وقت تعداد میں بہت ہو گے، بڑی تعداد ہوگی تمہاری، ولكنكم غثاءٌ كغثاء السيل لیکن تمہاری حیثیت وہ ہوگی جو سیلاب کے زمانے میں پانی کی سطح پر بہنے والے کوڑے کرکٹ اور جھاڑ جھنکاڑ کی ہوتی ہے۔ اتنی مقدار ہوتی ہے کہ پانی کی پوری سطح اس کے اندر چھپ جاتی ہے؛ لیکن نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہوتی ہے، نہ ان کے اندر کوئی طاقت ہوتی ہے، وہ بہاؤ سے اپنے کو روک نہیں سکتے، وہ

اپنے وجود کو باقی نہیں رکھ سکتے، پانی کا بہاؤ جدھر بہائے لیے جا رہا ہے، بہتے چلے جا رہے ہیں، کہیں کوئی چیز آئی تو ٹکرا گئے، نشیب آیا تو نیچے گر گئے، اسی طریقے سے تمہاری حیثیت ہو جائے گی کہ تعداد میں بہت ہوں گے؛ لیکن سیلاب کے اندر جو پانی کی سطح پر بہنے والا کوڑا کرکٹ ہوتا ہے وہی حیثیت ہماری ہو جائے گی، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: اس زمانے میں (سنیے، غور سے سنیے، جو حالات ہیں وہ کہاں سے آئے ہیں) فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دیں گے، اور تمہارے دلوں میں کمزوری پیدا کر دیں گے۔ کہاں سے یہ فیصلہ ہو رہا ہے؟ اوپر سے ہو رہا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دیں گے، تمہارا خوف ختم کر دیں گے، اور تمہارے دلوں میں بزدلی پیدا کر دیں گے، صحابہ نے پوچھا کہ: یہ بزدلی کہاں سے آئے گی؟ کیوں آئے گی؟ کس وجہ سے آئے گی؟ آپ نے فرمایا: دو سبب ہوگا: **حبُّ الدنیا و کراھیۃ الموت**، دنیا کی محبت اور موت کی کراہیت۔ یہ دو اسباب ہیں جو بزدلی لانے والے ہیں، دل میں کمزوری پیدا کرنے والے ہیں، ظاہر بات ہے کہ جو اسباب دل میں کمزوری اور بزدلی لانے والے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ ان کو ختم کیا جائے، ان کو ہٹایا جائے، اسی کو میں نے کہا کہ دو کام کرنے ہیں: **ایک** تو یہ کہ **کراھیۃ الموت** جس کو کہتے ہیں موت سے ڈرنا، دہشت زدہ ہو کر بیٹھنا، کیا ہوگا؟ کیا ہوگا؟ ارے جو مقدر میں لکھا ہے ہو کر رہے گا اور جس وقت لکھا ہے اسی وقت میں ہوگا؛ لیکن اس خوف سے ہم اپنی روح کو فنا کیے ہوئے ہوں، ہاتھ پیر پھیلا کر بیٹھ جائیں یہ مومن کا کام نہیں ہے، فرمایا: موت کی کراہیت دل سے نکالو، موت کا خوف دل سے نکالو۔ اور **دوسرا سبب** : **حب الدنیا** دنیا کی محبت۔ دنیا کی محبت کیا ہے؟ دنیا کی محبت یہی ہے کہ نیند ہمیں پیاری ہے، نماز پیاری نہیں ہے، سود ہم لیں گے،

جھوٹ ہم بولیں گے، بے ایمانی ہم کریں گے، وعدہ خلافی ہم کریں گے، خیانت ہم کریں گے، وارثوں کا حق ہم ماریں گے، پڑوسیوں کو تکلیف ہم پہنچائیں گے، بے ایمانی ہم کریں گے، کیوں؟ چار پیسے کی خاطر، تھوڑی سی لذت اور تھوڑی سی راحت کی خاطر، یہی ہے **حب الدنیا**۔

قُلْ إِن كَانَ ءَابَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَٰنُكُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَٰلٌ ٱقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَٰرَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَجِهَادٍ فِى سَبِيلِهِۦ فَتَرَبَّصُوا۟ حَتَّىٰ يَأْتِىَ ٱللَّهُ بِأَمْرِهِ

اللہ تعالی فرماتے ہیں: آپ لوگوں سے کہہ دیجیے، کہ اگر تمہارے باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان، تمہارے مال جو تم نے سمیٹ سمیٹ کر رکھے ہیں، تمہاری تجارت جس تجارت کے مندہ پڑنے کا تمہیں اندیشہ لگا رہتا ہے تمہارے مکانات جو تم کو بہت پسند ہیں، یہ تم کو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ پیارے ہو جائیں اور اللہ کے راستے میں جہاد سے اور قربانی دینے سے زیادہ پیارے ہو جائیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے۔ یہ ساری چیزیں قرآن کے اندر موجود ہیں، کھلی ہوئی ہیں، اس لیے **میرے بھائیو!** صرف فریاد کرنے سے اور حالات کا شکوہ کرنے سے کچھ نہیں ہوگا، اپنے اندر قوت پیدا کریں اور جن راستوں سے یہ کمزوری آرہی ہے ان کو ختم کریں، یاد رکھیں! اللہ تعالی کی کسی کے ساتھ رشتہ داری نہیں ہے، اللہ تعالی کی کسی کے ساتھ رشتہ داری نہیں ہے، وہاں تو ایمان اور اعمال کے اوپر فیصلے ہوتے ہیں۔

ایمان والوں کے امتحانات ہوتے ہیں:

ہاں ایمان والوں کے امتحانات ہوتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوپر بھی حالات آئے ہیں، غزوۂ احد میں حالات آئے، غزوۂ حنین میں حالات آئے، اور آپ ہی کے اوپر نہیں پچھلے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اوپر بھی حالات آئے، جن کا قرآن میں تذکرہ کیا گیا ہے: زُلْزِلُوْا انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا گیا حَتّٰى يقولَ الرَّسولُ والَّذِيْنَ آمنوا معَهُ متٰى نَصرُ. الله یہاں تک کہ اللہ کے رسول اور ان کے امتی کہنے لگے: آخر اللہ کی مدد کب آئے گی؟ اللہ تعالی فرماتے ہیں: أَلا إِنَّ نصرَ الله قَرِيبٌ سنو اللہ کی مدد قریب ہے، جھنجھوڑا گیا، فاقوں میں مبتلا کیا گیا، خوف میں مبتلا کیا گیا، ولَنَبْلُوَنَّكم بِشيْءٍ منَ الخَوفِ والجُوعِ ونَقْصٍ من الأمْوالِ و الْأنْفُسِ والثَّمَرٰت ہم ضرور تم کو آزمائیں گے، کس چیز سے آزمائیں گے؟ من الخوف کچھ خوف میں مبتلا کریں گے والجوع فاقے میں مبتلا کریں گے ونقصٍ من الأموال مالوں کی کمی میں مبتلا کریں گے والأنفسِ جانوں کے نقصان میں مبتلا کریں گے والثمرت پیداوار کی قلت کے ذریعہ آزمائیں گے، یہ سارے امتحانات ہماری طرف سے ضرور بالضرور آئیں گے تمہارے اوپر؛ لیکن یہ امتحان ہوگا، اور امتحان کس لیے ہوتا ہے؟ یہ دیکھنے کے لیے کہ کون اس میں کامیاب ہوتا ہے کون ناکام ہوتا ہے، جو کامیاب ہوتا ہے وہ نوازا جاتا ہے، جو ناکام ہوتا ہے اس کو سزا ملتی ہے، فرمایا: وبشِّرِ الصَّابِرِينَ اس امتحان کے اندر کامیابی ان ہی لوگوں کو ملے گی جو ثابت قدم رہنے والے ہیں، صبر کرنے والے ہیں، صبر کے معنی صرف مصیبت کو برداشت کرنا نہیں ہے؛ بلکہ مصیبت ہو یا راحت ہو ہر حال کے اندر دین کے اوپر جمے

رہنا، ہر طاعت کو اختیار کرنا، ہر معصیت سے اپنے نفس کو روک کر رکھنا اور جو بھی حالات آئیں ان کو اللہ کی طرف سے سمجھ کر اس کو برداشت کرنا، شکوہ نہ کرنا، یہ ہے صبر کا مجموعہ: صبر طاعت کے اوپر، صبر معصیت سے بچنے کے لیے اور صبر مصیبت کے اوپر، جہاں یہ صبر کی تینوں قسمیں پائی جائیں گی، فرمایا: بشر الصابرین ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے، جن کا شیوہ یہ ہے، جن کا طریقہ یہ ہے کہ: الَّذین إذا أصابَتْهُم مُصیبةٌ قالوا إنّا لِلّٰه وإنّا إلَیهِ راجِعُونَ ان کے اوپر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں: ہم اللہ کے ہیں اور اللہ ہی کے پاس ہمیں لوٹ کر جانا ہے أُولٰئكَ عَلَیهِم صَلَوٰتٌ من ربِّهِم ورَحْمَةٌ وَّأُولٰئكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے خصوصی رحمتیں بھی نازل ہوتی ہیں اور عام رحمت میں بھی ان کا حصہ ہوتا ہے اور یہی سیدھے راستے پر چلنے والے ہیں۔

اپنے آپ کو بدلیں:

میرے بھائیو! یہ ہے کھلا ہوا راستہ، سب سے پہلے اپنے اعمال کو درست کریں، اپنی جلوت وخلوت کی زندگی کو ٹھیک کریں، تنہائیوں میں بیٹھ کر کیے جانے والے گناہوں سے اپنے آپ کو روکیں، اپنے دل ودماغ کو پاک کریں، خیالات کو گندگی سے بچائیں، اعمال کو درست کریں، مسجدوں کو آباد کریں، اللہ کا نام لیں، اس کا ذکر کریں، تلاوت کریں، تسبیح پڑھیں، دعاؤں کا اہتمام کریں، میں نے سب سے اخیر میں دعا کا ذکر کیا ہے، صرف قنوت نازلہ پڑھنے سے، صرف آیات کریمہ کا ختم کرنے سے اور صرف حصنِ حصین پڑھ کر دعا کرنے سے حالات نہیں بدلیں گے، حالات بدلیں گے اپنے آپ کو بدلنے سے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ہم اپنے کو بدلیں گے تو سب کچھ بدلے گا، اللہ تعالیٰ کے یہاں سے فیصلے اعمال واخلاق کے اوپر ہوا کرتے ہیں، ٹھیک ہے بدلیں گے وہی، دعائیں وہی قبول کریں گے؛ لیکن دعاؤں کو کرنے کے ساتھ ہمیں بھی کچھ کرنا ہوگا، صرف دعاؤں پر اکتفانہ کریں، دعائیں بھی کریں، رمضان المبارک کا مہینہ ہے، درمیانی عشرہ چل رہا ہے، آخری عشرہ آنے والا ہے، اِس میں دعائیں مانگیں اور خاص طور سے آخر شب کے اندر اٹھ کر جب اللہ کی طرف سے یہ اعلان ہوتا ہے: أ لا من مستغفرٍ فأغفر له؟! ہے کوئی مغفرت کا طلبگار جس کی میں مغفرت کروں؟! أ لا من مسترزقٍ فأرزقه؟! ہے کوئی روزی کا طلبگار جس کو میں روزی دوں؟! أ لا من مبتلی فأعافيه؟! کیا ہے کوئی مبتلائے مصیبت جس کو میں عافیت دوں؟! أ لا كذا؟ أ لا كذا؟ ایک ایک ضرورت کو لے کر اعلان ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ، 1/421)

اور یہ بھی اعلان ہوتا ہے: يا باغي الخير أقبل، و يا باغي الشر أقصر، اے خیر کے طلبگار آگے کو بڑھ، آگے کو آ۔ اے بدی کے طلبگار پیچھے کو ہٹ، تھم جا، رک جا۔

(أخرجه الترمذي، رقم 682)

یہ آوازیں آتی ہیں، ہم اگرچہ اپنے کانوں سے نہیں سنتے؛ لیکن اللہ کے سچے رسول نے ان ساری آوازوں سے ہمیں متعارف کرایا ہے۔ یہ راتیں آرہی ہیں اور چل رہی ہیں، رمضان کی ہر رات قیمتی ہے اور آخری عشرے کی راتیں اور ان میں بھی طاق راتیں جو آرہی ہیں، سال میں ایک مرتبہ آنے والی ہیں، میرے بھائیو! ان اوقات کی قدر کرلیں، راتوں کو اٹھیں، جاگیں، اللہ کے سامنے روئیں گڑگڑائیں، سچے دل سے

اللہ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں، زندگی میں تبدیلی لانے کا فیصلہ کریں۔

خلاصۂ کلام:

اور جو باتیں ابھی آپ کے سامنے رکھی گئی ہیں اجمالی طور پر پھر ان کا اعادہ کردوں:

(۱) ایک تو اپنے اعمال اور اخلاق کو درست کریں، گناہوں سے توبہ کریں، نئے سرے سے زندگی کا آغاز کریں۔

(۲) برادرانِ وطن اور پڑوسیوں کے سامنے اپنے اسلامی اخلاق اور کردار کی وہ تصویر پیش کریں جو مسلمانوں کی حقیقی تصویر ہے، جو اسلام کی حقیقی تعلیمات ہیں، تاکہ ان کے ذہن کو گندگی اور زہر سے بھرنے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کا عملی توڑ ہو۔

(۳) دل کو مضبوط رکھیں، خوف ودہشت کو دل سے نکالیں، موت کا خوف دل سے نکالیں، مرنا برحق ہے، اپنے وقت پر موت آئے گی اور صرف ایک مرتبہ آئے گی، کوئی موت کو روک نہیں سکتا؛ لیکن موت کے ڈر سے ہم گھر کے اندر بیٹھے کانپتے رہیں یہ بھی طریقہ نہیں ہے، حقِ خود حفاظتی شریعت نے اور قانون نے ہم کو دیا ہے، خدانخواستہ خدانخواستہ حالات ایسے آجائیں کہ ہماری جان مال کے اوپر حملہ ہوجائے، تو ہم بزدل بن کر گھر میں نہ بیٹھے رہیں، ہم امن وامان کے محافظ ہیں، اپنی طرف سے کوئی امن کے خلاف اقدام نہیں کریں گے؛ لیکن اگر ہماری جان مال عزت آبرو کے اوپر کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو صرف نعرۂ تکبیر نہ لگائیں چھت کے اوپر چڑھ کر؛ بلکہ اللہ نے جتنی طاقت دی ہے، ہمت دی ہے، جتنی استطاعت ہے، جو اسباب فراہم

ہوں ان کے ذریعہ اپنا دفاع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، پھر کہوں گا: موت آئے تو عزت کے ساتھ آئے، موت آئے گی، اپنے وقت کے اوپر آئے گی؛ لیکن دلوں میں بزدلی بیٹھا کر، کمزوری بیٹھا کر اپنے کو دوسروں کے سپرد کر دینا، حوالے کر دینا، یہ ایمان والے کی شان نہیں ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے، صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بیان کو آڈیو شکل میں سننے کے لیے لوگو پر کلک کریں۔

حضرت کے اشادات، تقاریر، تحریرات اور خبروں کے لیے ان اکاؤنٹس کو فالو کریں۔ (اکاؤنٹ کی لینکس کے لیے حضرت کے نام پر کلک کریں)

@abulqasimnomani